مستی دروازہ

اکبری دروازہ جسے مستی دروازہ بھی کہا جاتا ہے لاہور، پاکستان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ اس کا نام مسجدی دروازہ تھا اس دروازہ کے پاس اکبر کی والدہ مریم مکانی کی مسجد ہے بعد میں یہ مستی دروازہ کہلایا۔
پناہ میں شمالی جانب یہ دروازہ واقع ہے۔ اس کی بائیں جانب کشمیری دروازہ ہے جبکہ دائیں جانب قلعے کی دیوار ہے۔ شیرانوالہ اور کشمیری دروازے کی طرح یہ بھی سڑک سے بارہ تیرہ فٹ بلند ہے اور یہاں بھی سرکلر گارڈن کی سطح نسبتاً گہری ہے۔ مستی دروازہ کی وجہ تسمیہ جو کنہیا لال نے ''تاریخ لاہور'' میں بیان کی ہے، وہ یوں ہے۔ کہ ''یہ دروازہ بھی ایک شاہی ملازم کے نام سے مشہور ہے جس کا نام مستی بلوچ تھا اور حفاظت اس کی بادشاہ کے حکم سے اس کے سپرد تھی اور مدت العمر اسی خدمت پر مامور رہا۔ اس کی قدامت اور نیکو خدمتی کا نتیجہ یہ ہوا کہ شاہی حکم سے یہ دروازہ اسی کے نام سے ہم نام کیا گیا تا کہ اس کا نام تا قیام دروازہ زندہ رہے۔
سید محمد لطیف نے اپنی کتاب ''ہسٹری آف پنجاب'' میں لکھا ہے کہ مستی دروازہ کا اصل نام مسجدی دروازہ یا مستی دروازہ تھا جو بعد ازاں کثرت استعمال سے مستی دروازہ مشہور ہو گیا۔ دروازے کی اہمیت اس لحاظ سے بہت زیادہ ہے کہ یہ ایک تو قلعہ کے بالکل نزدیک واقع ہے، دوم اس دروازے کے اندر شہنشاہ اکبر کی والدہ مریم زمانی نے 1614ء میں بیگم شاہی مسجد تعمیر کرائی جو اندرونی نقش و نگار اور خوبصورتی کی بدولت بہت مشہور ہوئی۔ دہلی دروازے سے شاہی خاندان و دیگر امرائے سلطنت قلعہ میں داخل ہونے کے لیے بیگم شاہی مسجد کے پاس سے گزرتے۔
بیگم شاہی مسجد آج جس بازار میں واقع ہے اس کا نام موتی بازار ہے مگر آج وہاں موتیوں و مالا کی بجائے جوتا سازی کا کام ہوتا ہے۔ چونا منڈی کی حویلیاں جو سکھوں کے عہد کی یادگار ہیں، جس تکونی رقبے میں واقع ہیں اس کی ایک سمت میں دراصل یہی موتی بازار ہے۔ بیگم شاہی چوک سے اگر چونا منڈی چوک کی طرف آئیں تو یکدم بہت چڑھائی چڑھنا پڑتی ہے۔ یہاں زیادہ تر عمارات نئی تعمیر ہو گئی ہیں، عہد رفتہ کی یادگاریں خال خال ہی نظر آتی ہیں۔ مستی دروازے کی اصل عمارت بقول کنہیا لال ہندی کے بہ حکام انگریز مسمار کر دی گئی اور اس کی جگہ ایک مختصر پھاٹک بنا دیا گیا تھا۔ آج وہاں پھاٹک کے آثار بھی موجود نہیں ہیں۔